رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹

فاروق

قادیان

اجرت سالانہ پیشگی (ہ)

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد (۱۴) قادیان مورخہ ۷ اگست ۱۹۲۹ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۴۸ھ نمبر (۱۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) ۳ اگست ۱۹۲۹ء کو قادیان میں بوچڑ خانہ کھل گیا۔ نائب تحصیلدار صاحب اور سب انسپکٹر پولیس بٹالہ معہ چند پولیس کے سپاہیوں کے ہندوؤں کی طرف سے کسی قسم کی مزاحمت ہونیکی افواہ سنکر قادیان آئے۔ الحمدللہ کہ کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ اور ۲ بجے بوقت ظہر بوچڑ خانہ جاری کر کے افسران بالا واپس چلے گئے۔

(۲) مسیح موعود نمبر کے واسطے احباب کی طرف سے مضامین آنے شروع ہو گئے ہیں۔ اس لئے جملہ اہل قلم اصحاب خصوصاً مخدومی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب و ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور ایسا ہی دیگر حضرات سے گذارش ہے۔ کہ ازراہ کرم مضامین لکھکر جلد ارسال فرماویں مضمون فہرست مضامین مندرجہ فاروق کے ہیڈنگ کے مطابق تحریر فرماویں۔ اور اس سے علاوہ بھی مضمون لکھ سکتے ہیں مگر اخبار فاروق کے دو صفحہ کے برابر مضمون ہو۔ اس سے زیادہ بغیر ضرورت خاص کے نہ بڑھایا جاوے مضمون مدلل اور برجستہ ہو۔

دل میں ہو تیری محبت جان ہو تجھ پر نثار

(ایک نوجوان احمدی کے جذبات)

اے خدا میں مبتلا ہوں در گناہان بے شمار — کچھ نہیں امید بچنے کی بھی اور ہوں بے قرار

پھنس گیا ہوں بحر عصیاں میں کچھ ایسا بے طرح — کرتا ہوں کوشش مگر ہوتی نہیں ہے ناؤ پار

دل سے ہوں میں غمزدہ آنکھوں سے ہیں آنسو رواں — چاہتا ہوں بچ کے نکلوں پر نہیں ہے اختیار

اے مرے مولا میں کس سے یہ کروں قصے بیان — دل میں یہ تسکین ہے مجھکو جانتا ہے میرا یار

میری بے تابی و بے چینی و ارمان جو بھی ہیں — میری طاقت میری ہمت سب ہیں تجھ پر آشکار

دیکھتا ہوں اپنی حالت حوصلہ بڑھتا نہیں — گر نہ تیرا آسرا ہو موت ہو مجھ پر سوار

اے خدا بس تیرے آگے ہی ہے سب عرض و بکا — تو ہی میرا ملجاء و ماویٰ تو ہی ہے غمگسار

یا خدا تو اپنے فضلوں سے مجھے بس ڈھانپ لے — دل میں ہو تیری محبت جان ہو تجھ پر نثار

پیشانیاں میری۔ گناہ میرے۔ مرے نقص و عیوب — عدم استقلال اور سستی کو کردے دور پار

مشکلیں سب دور کر کلفت کو بھی یکسر مٹا — ہاتھ ہو میرا کشادہ ہو سخاوت سے نہ عار

مجھ میں وہ جوہر ہوں پیدا جس سے دنیا دیکھ لے — تیرے سب تازہ نشان اور تیری رحمت کی بہار

اے مرے مولا تری قدرت سے یہ کیا ہے بعید — تو ہی ہے قیوم و قادر اے مرے پروردگار

مجھ کو تو ایسا بنا جو تیری راہ میں مر مٹوں

سُن رہا ہے تو دعا اُقبلتُ کہدے ایک بار

(بشیر احمد احمدی از بغداد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتخاب اخبارات

—— ڈاکٹر ستیہ پال کی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کی عدالت سے سزایابی کے خلاف ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے۔

—— گوجرانوالہ کے مشہور کانگرسی لالہ نندلال میونسپل کمشنر کی زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتاری کے لئے پنجاب گورنمنٹ سے اجازت طلب کی گئی ہے۔

—— مقدمہ سازش لاہور کے بعض بھوک ہڑتالی ملزمان کی حالت اس حد تک کمزور ہو گئی ہے کہ ڈاکٹروں نے زبردستی خوراک داخل کرنے سے انکار کر دیا۔

—— بنگال کونسل میں تجویز پیش کی جائے گی۔ کہ نہرو رپورٹ پر جلد از جلد عمل درآمد کرنے کی ملک معظم سے سفارش کی جائے۔

—— پنجاب کونسل میں ڈاکٹر گوپی چند سوال کریں گے۔ کہ زیر حراست سیاسی ملزموں اور سزایابوں کو جیل میں کس قسم کی خوراک دی جاتی ہے؟

—— دوسرا سوال اُن کا یہ ہے کہ مقدمہ سازش لاہور میں وکلاء کو کیا فیس دی جاتی ہے۔ اور مقدمہ قتل سانڈرس کی تفتیش پر کیا خرچ آیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ریاست پٹیالہ برنالہ کی بجائے بٹھنڈہ کو ضلع کا صدر مقام بنانے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

—— بنگال کونسل میں ریزولیوشن پیش کیا جانے والا ہے۔ کہ سکولوں میں طلباء کے لئے فوجی ڈرل لازمی قرار دی جائے۔

—— مقدمہ سازش لاہور کے تین ملزموں کو جو بھوک ہڑتال پر نہ تھے۔ خراب خوراک کی شکایت پر کہا گیا۔ یہ ہوٹل نہیں ہے۔ چاہو تو تم بھی ہنگر سٹرائیک کر دو۔ چنانچہ باقی تین ملزموں نے بھی بھوک ہڑتال کر دی ہے۔

—— مقدمہ سازش لاہور کے بھوک ہڑتالی ملزموں کو بذریعہ نالی جبری خوراک دینے کی بجائے اب ان کی طاقت قائم رکھنے کے لئے انجکشن کئے جاتے ہیں۔

—— مصر کی ہائی کمشنری سے لارڈ جارج لائیڈ کے استعفٰی کے معاملہ پر لارڈ برکن ہیڈ نے دھمکی دی ہے۔ کہ لیبر گورنمنٹ نے اگر اپنا رویہ نہ بدلا۔ تو میں اُسے مستعفی ہونے پر مجبور کر دوں گا۔

—— قتل راجپال کے ملزم علم دین کی سزائے موت ہائی کورٹ سے بحال رہی تھی۔ اب پریوی کونسل میں اپیل ہونے والی ہے۔ چنانچہ پنجاب گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ پریوی کونسل کے فیصلہ تک علم دین کو پھانسی دینا ملتوی کیا جائے۔

—— مقدمہ سازش لاہور کے ملزم جتیندر ناتھ داس کی حرکت نبض صرف ۵۵ رہ گئی ہے۔ مریض کی حالت خطرناک ہونے کی وجہ سے انکے چھوٹے بھائی مسٹر کرن چندر داس کو رات بھر جیل میں ان کے پاس رہنے کی اجازت دی گئی۔ مسٹر کرن چندر داس کا بیان ہے۔ کہ اگر بھوک ہڑتال کا ایک دو دن میں خاتمہ نہ ہوا۔ تو عین ممکن ہے۔ کہ میرا بھائی جانبر نہ ہو سکے۔

—— پنجاب سائمن کمیٹی کی رپورٹ شائع ہو گئی۔ جس پر کپتان سکندر حیات خاں۔ چودھری چھوٹو رام۔ مسٹر اوون رابرٹس اور چوہدری ظفر اللہ خاں کے دستخط ہیں۔ بینارٹی رپورٹ۔ راجہ نریندر ناتھ اور ڈاکٹر گوکل چند کی ہے۔ اور سردار اجل سنگھ نے اپنا اختلافی نوٹ دیا ہے۔

—— "سندھی سماچار" کے ایڈیٹر جدانند کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳۔الف اور ۲۹۵ الف دہلی میں چلایا گیا تھا۔ اور جس میں عدالت ماتحت سے انہیں چھ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی تھی۔ اس کے خلاف عدالت سشن دہلی میں اپیل دائر کیا گیا تھا۔ جو ۲۹ جولائی کو خارج کر دیا گیا۔

پشاور میں ایک نوجوان نے اس بات پر خودکشی کر لی۔ کہ اس کے باپ نے اسے مری کی سیر کے لئے روپیہ نہ دیا۔

—— لنڈن اور برلن کے درمیان بطور تجربہ تار کے ذریعہ تصویریں بھیجنے کا انتظام کیا جا رہا ہے تجربہ کامیاب ہونے پر اُسے مستقل کر دیا جائے گا۔

—— ٹرکی میں ایک عورت قادری خانم کے خلاف اس الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ کہ وہ کمال پاشا کو قتل کرنے کے لئے سازشیوں کا آلۂ کار ہے۔

—— لالہ رام چند اسسٹنٹ ایڈیٹر بندے ماترم کو ایک مقدمہ میں دو سال اور دوسرے میں ایک سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ ہائی کورٹ سے پہلی سزا منسوخ کر دی گئی۔ دوسری بحال رہی۔

—— امریکہ میں اس امر کے تصفیہ کے لئے کہ کون سا پھول زیادہ خوشنما ہے۔ پانچ لاکھ ووٹ ڈالے گئے۔

—— ڈاکٹر مشرف علی صاحب سے ازالہ حیثیت عرفی کا جو مقدمہ مقامی اخبار حدمت کے کارکنان کے خلاف دائر کیا تھا۔ اس کا ۳۰ جولائی کو فیصلہ ہو گیا۔

قتیل صاحب نے اخبار میں اُس خبر کے چھپنے کا اقرار کیا۔ اور کہا کہ انہوں نے دوسرے ہی روز اسکی تردید معہ اظہار افسوس و معذرت شائع کر دی تھی۔ پرنٹر و ایجنٹ نے اس معاملہ میں اپنی بے قصوری کا اظہار کیا لیکن عدالت نے جو فیصلہ کیا۔ اس میں سید شبیر حسین صاحب قتیل ایڈیٹر کو دو سو روپے جرمانہ بعدم ادائے جرمانہ تین ماہ قید کا حکم دیا۔ اور مبارک حسین ایجنٹ کو ایک سال تک نیک چلن رہنے کے لئے سو سو روپے کی ضمانت و مچلکہ داخل کرنے کا حکم دیا۔ بعدم تکمیل ضمانت و مچلکہ ایک سال قید کا حکم صادر کیا۔ سید شبیر حسین صاحب قتیل کو جرمانہ داخل کرنے کے لئے پندرہ روز کی مہلت بھی دی گئی ہے۔

—— مس گریس کنواری عیسائی لڑکی کے حرام کا بچہ جننے کے بعد اس کو ہلاک کرنے کی خبر شائع ہوئی تھی۔ اب اس جرم میں عدالت سشن سے اس کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ملی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۷ راگست ۱۹۲۹ء

اپنی جماعت کو نصیحت

(از مسیح موعود علیہ السلام)

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود باش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں۔ کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے۔ کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقوی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔ گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ ان کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں۔ بصدق دل اس کے وفادار تابعدار رہیں۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو۔ اور خدا تعالےٰ سے ڈریں۔ اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں۔ اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے۔ یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے۔ اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے۔ اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالےٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ تو تم پر لازم ہوگا۔ کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو۔ اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے۔ کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں۔ کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں۔ جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا۔ کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں۔ اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی ملکر رہے۔ جس کے حالات مشتبہ ہوں۔ یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اُس میں پائی جائے۔ لہذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا۔ کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنینگے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے۔ یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے۔ تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا۔ اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکیگا۔ ابھی میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ اور بعض ایسے تھے۔ کہ ان کی مجلس میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا۔ کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بلا توقف اُن سب کو یہاں سے نکال دیا ہے۔ کہ تا دوسروں کے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ اگرچہ شرعی طور پر اُن پر کچھ ثابت نہ ہوا۔ لیکن اس کارروائی کے لئے اسی قدر کافی تھا۔ کہ مخفی طور پر ان کی نسبت شکایت ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھلاتے۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ کوئی شخص ان کے حق میں بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ درحقیقت ان لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ایک کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے۔ جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں۔ اُن کے دل خدا تعالےٰ نے ایسے رکھے ہیں۔ کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں پر ظاہر کریں گے۔ والسلام ؂

یہ وہ اشتہار ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کیلئے" کے عنوان سے ۲۹ رمئی ۱۸۹۵ء کو طبع کرا کر شائع کیا تھا۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام میں حقیقی اور زبردست کشش ہے

وہ لوگ جو بیہودہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل مضمون ایک عیسائی پادری کا ملاحظہ کریں۔ جس کے مطالعہ سے آپ کو ایک مسلم کی زبان سے نہیں بلکہ غیر مسلم کی زبان سے یہ حقیقت معلوم ہو گی۔ کہ اسلام دنیا میں کس طرح پھیلا اور پھیل رہا ہے۔

یہ مضمون پادری کینن آئزک ٹیلر صاحب کا وہ مشہور و معروف لکچر ہے۔ جو انہوں نے ۷ر اکتوبر ۱۸۸۷ء کو والور ہیمپٹن کی چرچ کانگریس میں دیا۔ اور مسیحیت کے حلقوں میں کھلبلی ڈال دی۔ ملاحظہ ہو:۔

"دنیا کے بڑے حصہ پر اسلام بطور ایک مشنری مذہب کے عیسائیت کی نسبت زیادہ کامیاب ہو رہا ہے۔ بلکہ بعض ممالک میں خود عیسائیت اسلام کے سامنے اپنا مقام چھوڑتی جاتی ہے۔ مذہب اسلام پہلے ہی مراکو سے جاوا تک اور زنجبار سے چین تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اب افریقہ میں تیز رفتار سے پھیلتا جاتا ہے۔ اُس نے کانگو اور زنجیری میں اپنا قدم جما لیا ہے۔ اور ایر گینڈا نے بھی جو حبشیوں کی زبردست ترین ریاست ہے اسلام قبول کر لیا ہے۔ ہندوستان میں بھی مغربی تہذیب جو ہندو مذہب کی جڑیں کھود رہی ہے۔ در اصل اسلام ہی کے واسطے راستہ صاف کر رہی ہے۔ اسلام کی گرفت اس قدر مضبوط ہے۔ کہ وہ کسی شخص کو اپنے دائرے سے باہر نہیں نکلنے دیتا۔ افریقہ کی جو قوم اسلام قبول کرتی ہے۔ پھر کبھی بُت پرستی کی طرف مائل نہیں ہوتی۔ اور نہ عیسائیت قبول کرتی ہے۔ کیونکہ اسلام تمام مذاہب کی نسبت زیادہ بہتر تہذیب پھیلاتا ہے۔ اسلام کے عملی نتائج معلوم کرنے کے لئے سرکاری اور غیر پادری سیاحوں کے بیانات دیکھئے جب حبشیوں کی کوئی قوم اسلام قبول کرتی ہے۔ تو بت پرستی جن پرستی وہم پرستی۔ آدم خوری۔ انسانی قربانی۔ بچہ کشی۔ جادوگری یہ سب باتیں یک لخت ترک کر دیتی ہے۔ برہنگی کی جگہ خوش پوشی۔ اور کثافت کی جگہ لطافت آ جاتی ہے۔ مہمان نوازی اُن کی مذہبی خدمت ہو جاتی ہے۔ شراب خوری معدوم ہو جاتی ہے۔ قمار بازی منع کر دی جاتی ہے۔ مخش ناچ اور عورت کا مرد سے بے پردہ میل ملاقات بند ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کی عصمت اور پاکدامنی کو عزت کے ساتھ ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ غفلت مستعدی کے لئے اور ناجائز آزادی قانون کے لئے جگہ خالی کر دیتی ہے۔ ترتیب اور پرہیزگاری رائج ہو جاتی ہے۔ خونریزی اور بے رحمی نہ صرف انسانوں پر بلکہ حیوانات پر بھی منع کر دی جاتی ہے۔ محبت فیاضی اور اخوت ذہن نشین کرادی جاتی ہے۔ غلامی اور کثرت ازدواج کو باقاعدہ کر کے اُن کی برائیاں دُور کرادی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اہل اسلام دنیا بھر میں شراب خوری سے سخت پرہیز کرنے والی واحد جماعت ہے۔ اسلام جو تہذیب پھیلاتا ہے۔ وہ ادنیٰ درجہ کی نہیں ہے۔ بلکہ اسمیں علاوہ دوسری خوبیوں کے کچھ لکھنا پڑھنا۔ معقول لباس پہننا۔ بدن صاف رکھنا۔ سچ بولنا۔ اور وعدہ کی عزت کرنا بھی شامل ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کی تبلیغ نہ تہذیب عجیب و غریب ہے سونے کی وہ بڑی مقدار اور قیمتی جانیں جو ہم نے افریقہ میں ضائع کر دیں۔ کچھ کم نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی دیکھو کہ نئے عیسائیوں کی تعداد ہزاروں تک ہے تو نو مسلموں کی لاکھوں تک پہنچی ہے۔ یہ وہ بہت تلخ واقعات ہیں۔ جن کا ہمیں سامنا ہے۔ یہ واقعی بہت ہی رنجدہ واقعات ہیں۔ اور ان سے چشم پوشی کرنا نادانی ہے۔ بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ ہمارا سابقہ حریف یعنی یہودیت ایک محدود چیز ہے۔ لیکن اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ وہ یہودیت کی طرح کسی ایک قوم تک محدود نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کے لئے پیغام نجات ہے۔ اسلام نے اس دنیا پر اتنی جلدی قبضہ کر لیا ہے۔ کہ عیسائی حکمرانوں نے عیسائیت کی جگہ علم الکلام کے اصول جاری کر دیئے تھے۔ انہوں نے شہوت رانی کے ساتھ تجرد کا مقابلہ کرایا۔ تقدس تک پہنچنے کے لئے گوشہ نشینی کی سڑک تیار کی۔ اور کثافت کو راہبانہ تقدس کی علامت ٹھہرایا۔ لوگ عملی طور پر کئی شہیدوں۔ ولیوں اور ملائکہ کی پرستش کرتے تھے۔ لیکن اسلام نے ظاہر ہوتے ہی ان مشرکانہ باطل پرستیوں پر ہاتھ صاف کیا۔ اُس نے الہیات میں خالی دعویٰ کرنے والوں اور زہد کا تاج تجرد پہننے والوں کو شکست فاش دے کر مذہب کے بنیادی اصول قائم کئے۔ اُس نے غلاموں کو امید کی روشنی میں لا کر کھڑا کیا۔ تمام دنیا کو انسانیت کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کیا۔ اور وہ پاکیزہ تعلیم پیش کی۔ جس کو ادنےٰ لوگ بھی سمجھ سکیں۔ اور یہی اس شاندار مذہب کی عظیم الشان کامیابی کی وجہ ہے۔

صفائی۔ پرہیزگاری۔ پاکدامنی۔ انصاف۔ شجاعت دلیری۔ فیاضی۔ مہمان نوازی۔ راست بازی اور صبر اسلامی تعلیم کا خاصہ ہے۔ عیسائیت جو اخوت سکھاتی ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کی تو ہے۔ لیکن صرف زبانی ہے۔ خلاف اسکے اسلام کی اخوت عملی ہے۔ وہ سکھاتا ہے۔ کہ سب مسلمانوں کے حقوق مساوی ہیں۔ درحقیقت یہ بڑی ہی دل لبھانے والی چیز ہے۔ جو اسلام پیش کرتا ہے۔ نومسلم بلا کسی پس و پیش کے اس سوشل برادری میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ جس سے کوئی مسلم خارج نہیں۔ لیکن نیا عیسائی معاشرتی لحاظ سے مساوی الحقوق شمار نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی اخوت اصلی اور عملی ہے۔ ہم صرف تحریروں میں اپنی اخوت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ اور برتاؤ میں آ کر فیل ہو جاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ قرآن ایک عملی جنت کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ لیکن جو تمدنی حقوق اس دنیا میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر شخص کے دل میں اسلام کی طرف قوی رغبت پیدا کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

کثرت ازدواج پر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ لیکن اسمیں فوائد بھی ہیں۔ اس نے دختر کشی موقوف کر دی۔ اور ہر ایک عورت کو ایک قانونی محافظ بہم پہنچایا۔ اس کے باعث اسلامی ممالک بازاری فواحشات سے پاک ہیں۔ جو عیسائی ممالک میں موجود ہے۔ اور مسلمانوں کی کثیر الازدواجی سے کہیں زیادہ قابل ملامت فعل ہے۔ اس لئے ہم کو مسلمانوں کی ... کثیر الازدواجی پر اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ تو ہم اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھنے کی بجائے اپنی آنکھ کا شہتیر دُور کریں ہم کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ کہ کئی پہلوؤں سے مسلمانوں کے اخلاق ہم سے بہتر ہیں۔ مثلاً خدا کی مرضی پر صبر۔ پرہیزگاری۔ پاکدامنی سچائی اور اخوت ایسی باتیں ہیں۔ جن میں ہم کو مسلمانوں کی پیروی کرنی چاہیئے۔ (خورشید صداقت مطبوعہ لاہور از صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۸)"*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

شعبدہ نہیں قدرت نمائی ہے

پرکاش کا اوندھی کھوپری والا آریہ ایڈیٹر مسٹر رادہا کشن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے اور آگ سے متاثر نہ ہونے پر از خود رفتہ ہو کر لکھتا ہے۔ کہ :-

"قرآن کے معجزوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا۔ لیکن آگ اس کے لئے پھولوں کی سیج میں تبدیل ہو گئی۔ کیا یہ امر واقعہ ہے؟ اس کا جواب مختصر "سن رائز" پیغامی پرچہ نے یہ دیا تھا کہ :-

"یہ غیر قدرتی بات نہیں ۔ . . . خدا جو اشیاء کو اوصاف دینے والا ہے۔ اپنی مقصد براری کے لئے جب چاہتا ہے۔ ان کے اوصاف کو معطل بھی کر سکتا ہے"

پھر اس کے ساتھ زمانہ حال کے ان لوگوں کا بطور مثال ذکر کیا۔ جو جلتی آگ کے اوپر سے بغیر کسی جھجک کے گذر جاتے ہیں۔ اور ان پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ سن رائز کے اس معقول جواب پر رادہا کرشن اپنی خوش فہمی کا ثبوت دیتا ہوا پوچھتا ہے۔ کہ :-

"حضرت آئے دن شعبدہ بازوں کے آگ پر چلنے کے جو اخبار نکلتے رہتے ہیں۔ وہ شعبدوں سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ تو کیا ابراہیم کا آگ میں ڈالا جانا اور آگ کا اس پر اثر نہ کرنا شعبدہ ہی ہے؟ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے۔ تو کسی کو ماننے سے انکار نہیں۔ لیکن اس حالت میں قرآنی معجزوں کا کیا ہوگا۔ اس کا بھی کوئی جواب سوچا ہے؟

(پرکاش ۳۰ رجون ۱۹۲۹ء صـ۶)

ہاں سوچا ہے

لالہ جی آپ نے یہ مثال تو بارہا سنی ہوگی۔ کہ :- "کہ تو گدھی کمہار کی تجھے

رام سے کیا" نہ آپ نے کسی دھرم کو جانا اور نہ کبھی صداقت کو مانا۔ آپ کا تو اوڑھنا بچھونا "سوراجیہ" کا حصول ہے۔ جس کے ہر رات اور دوپہر کو آپ خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اور آپ زبانی اور تحریری اپنے نوجوانوں کو یہ تعلیم دینے میں وقت صرف کر رہے ہیں۔ کہ :-

"رشی دیانند کرت ستیارتھ پرکاش کو پڑھو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ جن پولیٹیکل اصولوں کو آج انڈین نیشنل کانگرس نے قبول کیا ہے۔ آج سے پچاس سال پہلے رشی بتلا گئے تھے۔ دیانند نے تو اس سے بہت پہلے بھارت کو سوراجیہ کا راستہ دکھلا یا دیا تھا"

(پرکاش ۸ رجولائی ۱۹۲۹ء صـ۱۱)

بھلا جس قوم کا مقصد بدیشی راج کی تباہی اور ویدک راج کی قائمی ہو۔ وہ اپنے نوجوانوں کو ملک میں بدامنی پیدا کرنے کے لئے اگر نہ اکساوے۔ تو اور کون ایسا بدخواہ ملک ہو سکتا ہے۔ جو ایسا کرے اسی لئے تو مہاشہ رادہا کشن نے آریہ یوتک کانفرس دینا نگر میں ۲۷ رجولائی کو بحیثیت پریذیڈنٹ کانفرنس آریہ نوجوانوں کو یہ کہکر اکسا رہے ہیں۔ کہ

میرے نوجوانو

"آزادی قیمت مانگتی ہے۔ آریہ نوجوان اپنا حصہ ادا کر رہے ہیں۔ لیکن اتنا کافی نہیں۔ بلکہ آریہ نوجوانوں کو سنگھٹت (متحد) ہو کر اس اندولن کا اگوا (پیشرو) بننا چاہیئے۔ جو ودیش (ہندوستان) کو آزاد کرنے کے لئے ہو رہا ہے"

بس جس قوم کا یہ ادیش (نصب العین) ہو۔ کہ سیندوستان ہمارا ہے۔ اور اس میں ہندو راج ہی ہونا چاہیئے۔ اور اس کے حصول کے واسطے ایسے نوجوان تیار کئے جائیں۔ جو انارکسٹ اور ظلم اور دھوکہ کے دلدادہ ہوں۔ اور جن کے ایسے بزدلانہ اور ظالمانہ افعال کی بجائے مذمت اور نفرت کرنے کے تعریف کر کے انہیں اتنا سراہا جائے۔ کہ ان کی شرارتوں اور سازشوں کو بطور مثال کے پیش کر کے ناعاقبت اندیش نوجوانوں کو بھڑکایا جائے۔ کہ دیکھو۔

"کیا یہ ایک پرمعنی بات نہیں۔ کہ سرکار انگریزی کی طرف سے اس وقت تک جتنے بھی سازش کے مقدمات چلائے گئے ہیں۔ ان میں زیادہ تر ملزم نوجوان (آریہ) ہیں۔ اس وقت تک سازش کے جو دو مقدمے چل رہے ہیں۔ ان کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ سوراجیہ کو سنبھالنے کے لئے ایک والنٹیر فورس کی ضرورت ہے۔ انڈین نیشنل کانگرس (جو اصلی معنوں میں ہندو مہاسبھا ہے۔ فاروق) کے ذریعہ جو والنٹیر فورس تیار کی جا رہی ہے (جکی شاخیں یہ لاہور اور میرٹھ کے کیس ہیں فاروق) اس میں زیادہ تر (آریہ) نوجوان ہی ہیں۔ تو کیا آریہ سماج کے نوجوان اس اندولن (میدان) میں حصہ نہ لینگے؟ بھارت (انڈیا) نے اگرچہ انگریزی راجیہ کیخلاف جنگ کا اعلان (کھلے طور پر۔ فاروق) نہیں کیا۔ لیکن اگر سچ پوچھو۔ تو خود بخود وار کنڈیشنس پیدا ہو رہی ہیں۔ (راجا اور پرجا۔ فاروق) کے تعلقات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ ڈیفنس یا مقابلہ کی سپرٹ دن بدن تیز ہو رہی ہے. . . . (اسلئے آریہ نوجوانوں کو۔ فاروق) اس یگ میں آہوتی دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے (یعنی اس آگ میں کودنے کو تیار رہو۔ فاروق)"

(پرکاش ۲۸ رجولائی ۱۹۲۹ء صـ۱۱)

آریہ سماج کا گرگٹ

ابھی قریب دو سال کے ہوئے۔ کہ ستمبر ۱۹۲۷ء میں لاہور کے انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ نے موجودہ پولیٹیکل شورش کے متعلق بانی آریہ سماج کی کتاب ستیارتھ پرکاش کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ :-

"ستیارتھ پرکاش۔ اصلاحات کی سپرٹ کے موافق نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ اس میں جو باب اسلام اور ہندوستان کے تمام دیگر مذاہب کے متعلق ہیں۔ ان سے اتحاد کا وہ خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو اس وقت مناسب ہونا چاہیئے۔ جبکہ تمام پارٹیاں مل کر ذمہ دار گورنمنٹ کو عملی صورت میں لائیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اس کے جواب میں اس دیانندی گرگٹ ایڈیٹر پرکاش نے اپنا رنگ بدل کر ایڈیٹر سول کو ستیارتھ پرکاش کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا بتلا کر لکھا تھا:۔

"معلوم ہوتا ہے۔ کہ سول کا ایڈیٹر اس غلط فہمی میں ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش ایک سیاسی کتاب ہے۔ جس کا مقصد ملک کی موجودہ پالیٹکس (راج نیتی) سے ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ستیارتھ پرکاش ایک دھارمک مذہبی کتاب ہے"

(پرکاش ۲۷ر اکتوبر ۲۷ء صٹ)

کیوں لالہ رادہاکشن جی! ۲۷ء میں ستیارتھ پرکاش کو موجودہ ایجی ٹیشن اور پولیٹیکل معاملات سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ مگر ۲۹ء میں اسی ستیارتھ پرکاش سے وہ تمام پولیٹیکل اصول جو کانگرس نے قبول کئے ہیں پچاس سال پہلے کے نکل آئے ہیں۔ یہ گرگٹ کی چالیں نہیں تو اور کیا ہے؟ افسوس کہ میرا یہ مضمون آریہ پالیٹکس پر نہیں۔ اصل مضمون تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے اور اس میں سے سلامت نکلنے پر تھا۔ بے ساختہ قلم کی روانی اس طرف چلی گئی۔ اس مضمون پر تو میں خدا کے فضل سے کسی موقعہ مناسب پر مفصل اور سیر کن بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کیونکہ میرے پاس آریہ سماج کی ابتداء سے آج تک کی ساری ہسٹری مذہبی اور سیاسی محفوظ ہے۔ جس کی تمام آپ لوگوں کو بھی اطلاع نہیں۔ اب میں آپ کے اس سوال کا جواب دیتا ہوں۔ کہ حضرت ابراہیم کا آگ سے بچ رہنا۔ اور آگ کا ابوالانبیاء کو ضرر نہ پہنچا سکنا شعبدہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ حکم الٰہی اور قدرت ثانی کا ظہور تھا۔ آپ چونکہ علم الٰہیات سے کورے محض ہیں۔ اور اپنی مذہبی کتابوں سے بھی بالکل جاہل۔ جیسا کہ آپ کے سیکنڈ سوامی دیانند جی نے آپ کی دھارمک حیثیت اور مذہبی واقفیت کا کھلے بندوں اس طرح اظہار کیا ہے۔ کہ:۔

"پرکاش کا ایڈیٹر (رادہاکشن) آریہ سدہانتوں (اصول) سے محض ناواقف ایک معمولی انگریزی کا بی۔ اے ہے۔ وہ آریہ (عقیدوں اور اصولوں) کو جب جانتا ہی نہیں۔ تب اس نے آریہ سدہانت کے متعلق بحث کیا کرنی ہے"

(رسالہ ایڈیٹر پرکاش اور دھرم پال صٹ)

اندریں صورت اگر رادھاکشن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے سلامت نکلنے پر تعجب یا انکار کرے۔ تو چنداں قابل التفات نہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں سے ناواقف اور اپنی مذہبی پستکوں سے بالکل ناآشنا ہے۔ اگر بھولے سے بھی اس ایڈیٹر نے اپنی مذہبی کتابوں کو دیکھا ہوتا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے نہ جلنا اور آگ کا آپ کے لئے سرد ہو جانا۔ اس کو خدا کی شکتی کے خلاف اور قابل اعتراض اور تعجب انگیز یا شعبدہ نہ معلوم ہوتا۔ چونکہ مسٹر پرکاش کو پڑھانا۔ اور اس کو راہ راست پر لانا فاروق کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے۔ اس کے مطابق ہم مسٹر رادھاکشن کے گھر سے نکال کر دکھلاتے ہیں۔ کہ عناصر کی طبعی خاصیتیں چونکہ خداوند کریم نے ہی ان کو عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ وہ جس وقت چاہے ان سے واپس لے سکتا ہے۔ اور معطل کر سکتا ہے۔ چنانچہ آریہ شاستروں میں یہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"برہم نے آگ کے سامنے ایک تنکا رکھ دیا۔ مگر آگ اپنی پوری طاقت صرف کرنے پر بھی اس تنکے کو نہ جلا سکی۔ تب آگ کو خدا کی طاقت کا پتہ لگا"

(کین اپنشد تیسرا کھنڈ ترجمہ درشنانند آریہ مطبوعہ ۱۹۲۰ء صٹ۲۱)

بولو رادہاجی!! اب پتہ لگا۔ کہ جو آگ بغیر حکم (بشور خدا) کے ایک تنکے تک کو نہیں جلا سکتی وہ خدا کے پیارے خلیل اللہ حضرت ابراہیم کو کس طرح جلا دیتی؟ اور یہ بھی آپ کو سمجھ آگئی یا نہیں کہ خدا تعالےٰ ہر ایک چیز کے طبعی خواص کو بھی چھین سکتا۔ اور ان کو بیکار اور معطل کر سکتا ہے؟ یہ کتاب آپ کے گھر کی ہے۔ ہم نے آپ کے گھر سے ہی اپنا مطلب سدھ کر دکھایا۔ آئیندہ ہوش کر کے [illegible]

دولت آصفیہ اور قضیہ نانڈیر

سردار سندر سنگھ صاحب مجیٹھہ جو حال ہی میں قضیہ نانڈیر کے کچھ سکھ مسلم فسادات کے سلسلہ میں پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے بڑے زور و شور سے حضور نظام خسرو دکن کی بے تعصبی اور اسلامی انصاف کا ذکر اخبارات میں چھپوایا ہے۔ اور اس معاندانہ پروپیگنڈا کا بھی نہایت افسوس سے ذکر کیا ہے۔ جو پنجاب کے ہندو سکھ جرائد نے لاعلمی میں کیا ہے۔ کہ جس سے اکالیوں نے جتھہ بندی شروع کر دی تھی۔ اور ریاست مذکور کو طرح طرح سے گیدڑ بھبکیاں دینا شروع کر دی تھیں۔ خسرو دکن نے اپنی دانی رواداری کو برقرار رکھتے ہوئے اس قضیہ کے فیصلہ کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جس نے حضور نظام کی اگزیکٹو کونسل میں اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ لیکن چونکہ رپورٹ متفقہ نہیں تھی۔ بلکہ ممبران کمیشن میں اختلاف تھا۔ اور کونسل اس رپورٹ سے کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکتی تھی۔ حضور نظام نے تجویز کی کہ برطانوی ہند کی کسی عدالت سے کسی تجربہ کار جج کی خدمات مستعار لی جائیں۔ تاکہ متنازعہ مذکور کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہو جاوے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا انصاف اور بے تعصبی ہو سکتی تھی۔ شہر یار دکن کی یہ بے نظیر انصاف پروری اور ہندوستانی ریاستوں کی تاریخ میں اسلامی بے تعصبی کی نہایت درخشندہ مثال ہے۔

مدر انڈیا جیسی کتاب

مس میو کی کتاب مدر انڈیا کی مانند اب ایک اور کتاب لکھی جانیوالی ہے۔ مس نقیون جرنلسٹ آف انڈیا سرو سے کے ایڈیٹران میں سے ایک ہیں ایک چھوٹی سی کتاب تیار کر رہی ہیں۔ جس میں ہندوستانی خواتین کے متعلق اہم امورات کا ذکر کیا جائے گا۔ مدر انڈیا کے مطالعہ سے آپ بھی اس قدر متاثر ہوئی ہیں۔ کہ آپ کی رائے میں اسوقت تک جب تک کہ مدر انڈیا میں مندرجہ بدعتیں ہندوستان سے دور نہ ہوں۔ ہندوستان کو مزید سیاسی اصلاحات ہرگز نہ دی جائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ کفر و اسلام

قابل توجہ امیر پیغام

دنیا میں جس قدر بندگان خدا غلط عقائد کو ترویج دے رہے ہیں۔ وہ دو قسموں میں منقسم ہیں بعض تو غلط عقائد کو عقائد حقہ یقین کرکے ان کی اشاعت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے لوگ لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا کی رُو سے معذور قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن بعض وہ بھی ہیں جو باوجود سمجھ رکھنے کے دیدہ دانستہ خلق خدا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور محض ذاتی عداوتوں یا نفسانی اغراض کے پورا کرنے کے لئے غلط عقائد کو دنیا سے منوانے کی سرتوڑ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

چونکہ کسی کی قلبی کیفیت سے کما حقہ آگاہی سوائے خالق القلوب عالم السر والخفی کے کوئی نہیں حاصل کر سکتا۔ اس لئے میں قطع کی بنا پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب مذکورہ بالا لوگوں میں سے کس زمرہ میں شامل ہیں۔ بہرحال جس میں بھی ہوں۔ میں آپ سے بطور سائل دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے جو اپنی تحریر و تقریر میں مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق یہ بیان کیا ہے۔ کہ جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اسے کافر مت کہو۔ اور اس کی تائید میں آپ نے آیت پیش فرمائی ہے۔ لاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومناً (پ۵) جس سے آپ کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ مسیح موعودؑ جس کے متعلق سرور کونین نے اپنی امت کو بشارت دی تھی۔ کہ وہ آخری زمانہ میں جبکہ فقط نام کا اسلام رہ جائیگا۔ مبعوث ہوگا۔ اور جس کے متعلق آنحضرتؐ کا یہ فرمان ہے۔ کہ وجب علی کل مومن نصرہ کہ ہر ایک مومن پر اس کی نصرت واجب ہے۔ اور جسے سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار مرتبہ اپنی زبان فیض ترجمان سے نبی اللہ کا خطاب دیا۔ اس کو نہ ماننے والا مسلمان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو ٹھکرا دے تو کوئی پرواہ نہیں۔ خدا کے حکم کی نافرمانی کرے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ مولوی صاحب کو السلام علیکم کہدے تو بس مسلمان ہے۔ جیسے آج کل بعض اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے عمر بھر میں مسجد کا منہ نہیں دیکھا ہوتا۔ اور روزہ رکھنے کا نام نہیں لیتے۔ شعائر اللہ کی بے حرمتی میں سب سے اوّل نمبر پر ہو کر ریش کے جانی دشمن لیکن جہاں کونسل کی ممبری کا سوال آیا۔ وہیں آپ مسلمان بن بیٹھے۔

امیر پیغامیان سے ایک سوال

آپ چونکہ مفسر قرآن ہونیکے بھی مدعی ہیں۔ اسلئے میرے خیال میں اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان آپ سے مخفی نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مومنات فلا ترجعوھن الی الکفار (ممتحنہ پ۲۸) اے مومنو۔ جب ایمان کی مدعی عورتیں تمہارے پاس ہجرت کرکے آجائیں۔ تو ان کی آزمائش کرو (اللہ تعالےٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے) اگر تمہارے علم میں وہ واقعی مومن ہوں۔ تو انہیں کفار کے ہاں واپس نہ کرو۔

کیا جناب بتائیں گے۔ کہ کیوں اللہ تعالےٰ نے یہ نہ کہا۔ کہ جب وہ اسلام کا اظہار کرتی ہیں۔ تو یقیناً وہ مومنہ ہیں۔ بلکہ ان کے ایمان کو امتحان سے مشروط فرمایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ محض کوئی شخص دعویٰ کرنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنے عمل سے اپنا اسلام نہ ثابت کرے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ لیکن خدا کے حکم کو ٹھکرا دے خدا کے رسول کے حکم کی نافرمانی کرے۔ تو کیا آپ اسے مسلمان کہیں گے۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ ایمان اور اعمال دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ ایک شخص سستی یا غفلت سے کسی فرض کا تارک ہوتا ہے۔ اور ایک شخص عقیدۃً سرے سے اس حکم ہی کو نہیں مانتا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ہاں ہمیں یہ حق نہیں۔ کہ ایک شخص کے متعلق ہمیں علم نہیں۔ کہ وہ خدا کے مامور پر ایمان لے آیا ہے یا نہیں۔ اگر وہ اگر السلام علیکم کہے۔ تو بغیر تحقیق کے ہم اسے خدا اور رسول کے حکم کا منکر یا کافر کہدیں۔ ہاں بعد تحقیق جب امر واقعہ ظاہر ہو جائے۔ تو پھر بھی یہی کہتے جانا۔ کہ اس شخص نے سلام کیا ہے۔ اس لئے یہ کافر بھی نہیں مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں کیسے درست ہو سکتا ہے اور جب کہ آپ کا پیشوا خود یہ کہہ رہا ہے۔ کہ جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور اس کے رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میرے ماننے اور سچا جاننے کے متعلق خدا اور اس کے رسول نے پیشگوئی کی ہے۔

(عبدالاحد مولوی فاضل)

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی عمر

درایت کی روشنی میں

رواۃ نے حضرت عائشہ رضؓ عنہا کی عمر بوقت نکاح چھ سال اور بوقت رخصتانہ ۹ سال لکھی ہے مگر اس کے خلاف مستند کتاب الکمال فی اسماء الرجال* میں حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر رضؓ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی ہمشیرہ تھیں کا حال لکھا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ حضرت اسماء کی عمر ایک سو سال کی تھی۔ سنہ ۷۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور یہ اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ سے دس برس عمر میں بڑی تھیں۔ اس حساب سے ہجرت کے وقت حضرت اسما کی عمر ۲۷ برس ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ کل عمر آپ کی ایک سو برس ہوئی۔ وفات کے وقت سن ہجری ۷۳ تھا۔ سو میں سے ۷۳ منفی کئے تو ۲۷ سال باقی رہے۔ چونکہ آپ حضرت عائشہ رضؓ سے ۱۰ برس بڑی تھیں۔ اس لئے ۲۷ میں سے ۱۰ نکالے۔ تو ۱۷ باقی رہے۔ اس حساب سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بوقت ہجرت حضرت عائشہ رضؓ کی عمر ۱۷ برس کی تھی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کی پیدائش بعثت سے

*حاشیہ:- یہ کتاب مصنف مشکوٰۃ کی تصنیف ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چار برس پہلے کی ہے نہ کہ بعد کی ؂

چونکہ روایات علم ظنی کے درجہ پر ہیں۔ اس لئے جب دو روایتوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو درایت کے ذریعہ سے اس اختلاف کو حل کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ یہ بات ثابت شدہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ کی منگنی جبیر بن مطعم کے بیٹے سے ہو چکی تھی۔ مگر ان لوگوں نے اس بنا پر منگنی توڑ دی۔ کہ اُن کی آمد سے ان کے گھر میں اسلام کی تبلیغ شروع ہو جائیگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تبلیغ اسلام ہجرت سے ۱۳ سال پہلے شروع ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ منگنی اشاعت اسلام سے پہلے کی ہو۔ اور حضرت عائشہ ۴ برس پہلے زمانہ بعثت کے پیدا ہو چکی ہوں۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسلام کے ایسے دشمن جو محض عداوت اسلام کی وجہ سے منگنی توڑتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضؓ کے اسلام لانے کے بعد ان کے ہاں منگنی کریں۔

۲۔ حضرت عائشہ رضؓ عنہا اپنی علمی قابلیت اور خداداد ذہن رسا اور علمی اجتہادات کی بنا پر بھی مشہور ہیں۔ اور آپؓ کی قابلیت اور علمیت مُسلّم ہے۔ بلکہ آپ کو علماء نے نصف دین مانا ہے۔ مگر عقل سلیم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ کہ دس بارہ برس کے بچے میں ایسی قابلیت پیدا ہو جائے حالانکہ سن رشد بھی حکماء کے نزدیک ۱۵ سے ۱۸ سال تک شروع ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی وفات کے بعد اس امر کی ضرورت تھی۔ کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے۔ جو گھر بار کو سنبھالنے کی بھی اہلیت رکھتی ہو آنحضرتؐ کے تبلیغی مشاغل اس قدر تھے۔ کہ جن کی موجودگی میں ایک نوجوان و ہوشیار مددگار آپ کے گھر کو سنبھالنے کے لئے چاہیئے تھا۔ علاوہ ازیں حضرت فاطمۃ الکبریٰ کی عمر بھی اس وقت ۱۵ - ۱۶ برس کی تھی۔ ان کی شادی کا انتظام بھی کرنا تھا۔ ایسی حالت میں یہ خیال کرنا کہ ایک چھ سالہ بچی سے آپ نے نکاح کیا۔ نہایت مبالغہ آمیز بیان معلوم ہوتا ہے۔ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت سودہ کا نکاح حضرت عائشہ کے نکاح سے پہلے ہو چکا تھا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ اور اکثر مفسروں نے اس کی تردید کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ حضرت سودہ کا نکاح حضرت عائشہ سے نکاح کے بعد ہوا۔ اور حضرت عائشہ کا نکاح حضرت خدیجہ رضؓ کی وفات کے معاً بعد ہوا۔ اور حضرت خدیجہ سنہ ۱۰ نبوی میں فوت ہوئیں لہذا سنہ ۱۰ نبوی میں حضرت عائشہ کا نکاح ہوا۔ اور سنہ ۲ ہجری میں رخصتانہ۔ پس مذکورہ بالا تین تنقیحات ایسی ہیں۔ جو اس امر پر روشنی ڈالتی ہیں۔ کہ بوقت ہجرت حضرت عائشہ رضؓ عنہا کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ چونکہ آپؓ کا رخصتانہ آنحضرتؐ کے مدینہ منورہ میں تشریف لے جانے کے دو سال بعد ہوا۔ اس لحاظ سے بوقت نکاح آپ کی عمر ۱۶ برس اور بوقت زفاف ۱۹ برس ثابت ہوتی ہے۔

بعض لوگ یہ خیال کرکے کہ فلاں کتاب میں یہ بات لکھی ہے۔ اس لئے ضرور صحیح ہوگی۔ حالانکہ ان لوگوں نے خود بیان کر دیا ہے۔ کہ سند کے لحاظ سے یہ معتبر ہے نہ متن کے لحاظ سے۔ اور وہ روایات جو دو سو سال بعد مدون ہوئی ہوں ان کو جب تک درایت کی کسوٹی سے نہ پرکھا جائے وہ قابل قبول نہیں ٹھہر سکتیں بعض معتبر کتابوں میں یہ روایت آئی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے جنکے متعلق امام فخر الدین رازی علیہ الرحمت نے بہت ہی عجیب ارشاد فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ بجائے اس کے ہم پیغمبر اعظم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ذات پر جھوٹ کی نسبت کریں۔ بہتر ہے کہ راویوں کو جھوٹا کہیں۔ جس سے معلوم ہوا ایسی بات کا کسی کتاب میں آجانا جو علم ظنی کا درجہ رکھتی ہو۔ اس امر کو ثابت نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ عقل سلیم بھی اس کی ممد و معاون نہ ہو ؂

فاروق :۔ اس کے متعلق ہر ایک مسلمان کا مضمون مخالف ہو یا موافق فاروق میں شائع کر دیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ اصل مسئلہ زیر بحث کے بارے میں ہو۔ اور ہمدردانہ بغیر کسی دوسرے پر حملہ کرنے کے لکھا گیا ہو۔ فاروق اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالنا چاہتا ہے ؂

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود

(ایک سبق آموز افسانہ)

سحری کا وقت ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کلیاں چٹخ رہی ہیں۔ پھول کھل رہے ہیں۔ شبنم اپنی ننھی ننھی بوندیں پھولوں پر موتیوں کی طرح برسا رہی ہے ؂

ایک کسان اٹھا اور بیلوں کی جوڑی کھول ہل کندھے پر رکھ اپنے کھیت کو روانہ ہوا۔ کھیت میں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک خرگوش اپنے بچوں کو آغوش محبت میں لئے دودھ پلا رہا ہے۔ کبھی کبھی دوسرا خرگوش بل سے نکل کر گھاس کے تنکے ان کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ اس قدرتی منظر کو دیکھ کر کسان چند منٹ کے لئے ٹھہر جاتا ہے۔ ایسے منظر سے وہی لوگ حظ اٹھاتے ہیں۔ جو صاحب اولاد ہیں۔ خدا جانے کسان کو اس وقت کیا کیا باتیں یاد آئی ہونگی۔ غالباً اس کو اپنے بچوں کا خیال آیا ہوگا ؂

ہل جوتا۔ ابھی چند منٹ ہی گذرے ہونگے۔ کہ ایک شخص سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ کسان یہ جان کر کہ مسافر ہے اپنے کام میں مصروف رہا۔ حضرات یہ مسافر نہیں۔ بلکہ ایک آفت ہے۔ جو کہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ نہیں نہیں! تپ دق کے جراثیم کا مجموعہ ہے۔ جو کہ اس بدقسمت کسان کے کھیت میں نمودار ہوا!

(۲)

مسافر :۔ صاحب سلامت۔

کسان :۔ صاحب سلامت۔ آیئے صاحب کہاں جائیں گے (کتھے جانا ہے)

مسافر :۔ کہاں جانا ہے۔ رات سے بھوکا ہوں۔ اور جیب خالی ہے۔

کسان :۔ کیوں بھوکے کیوں رہو۔ بیٹھو ابھی گھر سے کھانا آتا ہے۔ تو مل کر کھائیں گے۔

مسافر :۔ آپ کے کہنے پر بیٹھ جاتا ہوں۔ مگر کھانا تو آپ کا نہ کھاؤں گا ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسان :- سادگی سے اچھا لالہ جی آپ دودھ پی لیں میں ابھی لاتا ہوں ؛

مسافر :- نہیں! نہیں!! رہنے دو۔ کیوں تکلیف کرتے ہو۔

کسان :- تکلیف کیسی۔ میں کونسا مول لینے چلا ہوں۔

مسافر :- اچھا بھائی۔ اپنی بھینس یہاں لے آؤ۔ میں خود دودھ لوں گا ؛

کسان :- لو بھائی جس طرح تمہاری مرضی کر لو۔ (ذرا کسان کی سادگی کو دیکھیں) ؛

مسافر دودھ پی کر سو رہتا ہے۔ دن ڈھل گیا۔ گرمی کم ہوئی۔ کسان بھی آرام کر کے اُٹھ بیٹھا بیلوں کو چارہ ڈالا۔ حقہ تیار کیا۔ اتنے میں لالہ جی بھی اٹھ بیٹھے۔ کہنے لگے۔ بھائی کسان ذرا مجھے نہلا دو۔ کسان اُسی وقت اٹھا پانی کا گھڑا لے آیا۔ لالہ جی نہا کر ٹھنڈے ہوئے۔ ٹہلنے لگے۔ بھائی کسان مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کسی اعلیٰ خاندان سے ہیں۔

کسان :- جی ہاں۔

لالہ جی :- میرا جی تو یہی چاہتا ہے۔ کہ ہمیشہ آپ کے پاس رہوں۔ اور آپ کی سیوا کروں۔

کسان :- بہت اچھا۔ جس طرح آپ کی مرضی۔ مجھے بھی آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔

لالہ جی :- بغیر کام کے بیٹھے رہنا ٹھیک نہیں۔ کیوں نہ یہاں ایک چھوٹی سی دکان بنا لوں۔

کسان :- یہ کوٹھی خالی ہے۔ آپ اس میں اپنا اسباب رکھ لیں ؛

(۳)

گرگ زادہ عاقبت گرگ شود

اگلے دن لالہ جی نمک تیل مرچ وغیرہ لیکر آتے ہیں۔ اور ایک معمولی سی دکان بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مہینہ بھر تو ادھار سے کام چلتا رہا۔ اب خدا کے فضل سے اس قابل ہو گئے۔ کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ بس پھر کیا تھا لگے لوگوں کو لوٹنے۔ پنجابی کی مثل ہے۔ کہ بیٹے نے اپنے باپ کو یاد کیا۔ اور کہا کہ باپو جی بہت سادہ مزاج تھے۔ کسی نے پوچھا کس طرح؟

کہنے لگا۔ دیتے تھے دھیلی اور لکھ لیتے تھے چویلی۔ چند ہی سالوں میں کسان کے ذمے اتنا قرضہ ہو گیا۔ کہ جس کے گننے کے لئے ایک سالم دن چاہیئے ؛

بنئے نے ایک دن کسان کو بلا کر پوچھا۔ بھائی ذرا قرضہ کا حساب تو کریں۔ ساتھ ہی ہنس کر کہہ دیا۔ اچھا حساب پھر کرینگے۔ انگوٹھا ہی لگا دیں۔ کسان حیران ہو کر بولا (یار میں تے کدے وی تیرے کولوں اُدھار نہیں لیا) یعنی میں نے کبھی تم سے قرضہ نہیں لیا۔

بنیا۔ چالاکی سے نہیں صاحب یہ قرضہ نہیں۔ بلکہ معمولی نمک تیل تمباکو کے دام ہیں۔ آخر آپ جانتے ہیں۔ (قطرہ قطرہ مل کے دریا بن جاندا) یعنی قطرہ قطرہ دریا شود۔ چند منٹوں کی قیل و قال کے بعد بنیا کامیاب ہوا۔

عرصہ دو سال کا گذرا ہو گا۔ کہ وہی روپیہ دگنا ہو گیا۔ خدا جانے سود کتنے فیصدی لگایا جاتا ہے۔ بس لگے مقدمے چلنے اور جو کچھ کسان کے پاس تھا سب قرق کرا لیا گیا۔ ابھی صبر کہاں خدا جانے کیا کچھ کرے گا۔ راقم اس وقت دکان سے گذرا۔ دیکھا تو وہی بنیا گالی نکال رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ لالہ جی کیا بات ہے۔ اجی کیا کہیں۔ حرامزادے لوگ قرضہ لیکر واپس نہیں دیتے۔ ایک بزرگ آدمی مجھے اجنبی جان کر اپنے گھر لے گیا۔ میں نے تمام حال اس سے پوچھا۔ اس نے سب حالات بیان کئے۔

آہ! اے مسلم قوم تو نے اپنے پیارے نبی کی پیاری باتوں کی پرواہ نہ کی۔ حضور کے ہر فرمان کو پس پشت ڈال دیا۔ حضور صلعم کے ہر حکم کو معمولی جان کر ٹال دیا۔ آہ وہ کونسی ذلت ہے۔ جو تجھ پر نہ آئی۔ وہ کونسا انسان ہے جس نے تجھے حقیر نہ جانا۔ کیا آج غیرت جہاں سے اٹھ گئی ہے۔ کیا وہ لوگ کوئی اور نماز پڑھا کرتے تھے۔ جو اتنا بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ کہ کوئی ہم سے تیرنے میں بڑھ جائے۔ نہیں۔ نہیں! وہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ آپ نے زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا۔ تو خدا کی غیرت نے تمہیں اس درجہ تک پہنچا دیا ؟

(ذکاء اللہ خاں مسلم)

نظام جماعت

نظام جماعت کے متعلق جو فیصلہ امسال مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے فرمایا ہے۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ تمام انجمنہائے احمدیہ اس کے مطابق غور کر کے جو جو جماعتیں جس جس جماعت کے ساتھ ملنا چاہیں۔ اس سے اطلاع دیں۔ ہر ضلع کی سب سے بڑی انجمن دیگر انجمنوں سے مشورہ کر کے ضلع انجمن یا تحصیل انجمن بنانے کے متعلق مجھے اطلاع دے۔ کہ وہ کس حد تک اس نظام پر عملدرآمد کر سکتے ہیں۔ اور کس جگہ انجمن ضلع یا تحصیل بنا سکتے ہیں۔

(خانصاحب) ذوالفقار علی صاحب ناظر اعلیٰ

سکیم نظام جماعت

الف :- ہر صوبہ کے لئے ایک انجمن صوبہ ہونا چاہیئے۔ جس کا نام انجمن صوبہ ہو۔ جس کا صدر مقام صوبہ میں سب سے زیادہ مناسب جگہ ہو۔ وہ اپنے ماتحت تمام انجمنہائے اضلاع کی نگرانی ایسے امور میں جو اغراض مشترکہ سے تعلق رکھتے ہوں کرے۔ اپنے صوبہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی کی کوشش کرے۔ مثلاً احمدیوں کے حقوق کی نگرانی، تبلیغ، تعاون باہمی رشتہ و ناطہ کا انتظام کرنا وغیرہ۔ اس انجمن کا فرض ہو گا۔ کہ صوبہ میں ہر سال ایک تبلیغی جلسہ کرے۔ اور ہر ضلع اور ہر تحصیل اور ہر انجمن مقامی سے نمائندے شامل کرے۔ اور اس جلسہ میں صوبہ کی تمام انجمنوں کے کام کی رپورٹ اور اس کی ضروریات اور انتظام پر شرح و بسط کے ساتھ غور و بحث کرے اور ضروری تدابیر انجمنوں کی ہر قسم کی ترقی و بہبودی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اختیار کرے۔

انجمن اضلاع

ب:۔ یہ انجمن ہر ضلع کی مرکزی انجمن ہوگی۔ اس کا صدر مقام ایسی جگہ ہو۔ جو ضلع میں سب سے زیادہ موزوں ہو۔ اور جس میں ضلع کی انجمن کا کام سنبھالنے کے لئے کافی تعداد میں احباب موجود ہوں۔ انجمنہائے اضلاع کا کام ہوگا۔ کہ وہ اپنے ماتحت تمام انجمنوں کے کام کی ذمہ دار ہونگی۔ انجمنہائے اضلاع کا فرض ہوگا۔ کہ ہر سال اپنے اپنے ضلع میں مختلف مقامات پر ایک تبلیغی جلسہ سالانہ منعقد کیا کریں۔ جس میں مختلف انجمنوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی جاوے۔

علاوہ اس جلسہ کے ضلع کی انجمنوں کے نمائندوں کی ایک میٹنگ بھی سال میں ایک دفعہ کرنی ضرور ہوگی اس میں تمام ماتحت انجمنوں کے کام پر تبصرہ اور غور کرنا اور ہر قسم کی ترقی و بہبودی کے وسائل مہیا کرنے کی تدابیر سوچنا ہوگا۔

سال میں ایک دفعہ کم سے کم سب انجمنوں کا دورہ کرانا اس انجمن کا فرض ہوگا۔ انجمن اضلاع جہاں صوبہ جاتی انجمنیں ہوں۔ وہاں ان کے اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سامنے اپنے تمام ماتحت کے کام کی ذمہ دار ہونگی۔

انجمنہائے تحصیل

ج:۔ جن اضلاع میں انجمنہائے ضلع کا بنانا مشکل ہوگا۔ وہاں سب سے زیادہ موزوں مقام پر تحصیل انجمن قائم ہوگی۔ جس کا فرض ہوگا۔ کہ اپنے ماتحت انجمنوں کے کام کی نگرانی کرے۔ انجمنہائے تحصیل اپنے ہیڈ کوارٹر میں یا جگہ بدل کر ہر سال ایک جلسہ کیا کرینگی جن میں انجمنہائے کے نمائندے جمع ہوا کریں گے۔ اور تمام انجمنوں کی سالانہ کارروائی پر تبصرہ و غور کرینگی اور تمام انجمنوں کی ہر قسم کی ترقی و بہبودی کے مسائل پر بحث و غوض ہوا کریگا۔ اسی طرح اپنی تحصیل میں ایک تبلیغی جلسہ کرانا بھی ان کا فرض ہوگا۔ ....

.... انجمنہائے تحصیل میں کم سے کم چار ایسے شخص ہونا ضروری ہیں جو لکھنے پڑھنے اور حساب رکھنے اور رپورٹ بھیجنے کے قابل ہوں۔ اور کم از کم دو شخص معمولی مسائل فقہ سے واقف اور نماز پڑھانے مذہبی مجلسوں میں وعظ کرنے درس دینے اور تبلیغ کرنے کے قابل ہوں۔ اور دس اصحاب ایسے ہوں۔ جو جماعتوں کے ہر قسم کے انتظام میں مشورہ اور رائے دے سکتے ہوں۔ اس انجمن کا یہ بھی فرض ہوگا۔ کہ وہ سال میں اپنے ماتحت انجمنوں میں کم سے کم تین دورے معائنہ کے لئے کرائے۔ اور ہر قسم کی نگرانی رکھے۔ یہ انجمنیں اپنی بالا انجمنوں کے سامنے اپنے کام کی ہر طرح ذمہ وار ہوں گی۔

مقامی انجمنہائے احمدیہ

د:۔ ان انجمنوں میں کم سے کم چار مرد ضرور ہوں جن میں سے ایک شخص کم سے کم چندہ وصول کرنے اور اس کا حساب کتاب رکھنے اور قادیان بھجوانے کا انتظام کر سکتا ہو۔ اور کم سے کم ایک ایسا شخص ہو۔ جو نماز پڑھا سکے اور عام طور پر ضروری مسائل نماز روزہ سے واقف ہو۔ ان انجمنوں کے ساتھ وہ افراد بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ جو قرب و جوار کے دیہات میں اکادکا ہوں۔ یہ افراد اپنے مقام سے قریب ترین جماعت کے ساتھ ملحق ہوں گے۔

مقامی انجمنوں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے افراد کے چندے کے کھاتے رکھیں گی۔ اور ہر قسم کی ترقی جماعت کے وسائل حاصل کرنے اور ان پر عملدرآمد کرانے کی ذمہ دار ہوں گی۔ ہر فرد کی حالت عملی اور اخلاقی اور تربیتی پر نگران ہوں گی۔ اور اپنی بالادست انجمنوں کو تمام ضروری اطلاعات متعلق افراد دیتی رہیں گی۔ اور ہر ضرورت کے وقت ان سے مشورہ لیں گی۔

نوٹ:۔ ہر صوبہ و تحصیل و مقام سے مراد وہ نہ ہوگی۔ جو گورنمنٹ نے مقرر کی ہے۔ بلکہ ہر صوبہ۔ ضلع۔ تحصیل اور دیہہ کی حدود وہ ہوں گی۔ جنکی حدبندی صدر انجمن احمدیہ قادیان بمشورہ انجمنہائے متعلقہ کرے گی۔

ترمیم سب کمیٹی

یہ سب کمیٹی اصولاً اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ ہر ضلع میں ایک انجمن ضلع ہونی چاہیئے۔ جس کے ماتحت ضلع کی مختلف انجمنیں ہوں۔ اور ہر صوبہ میں ایک انجمن صوبہ ہو۔ جس کے ماتحت صوبہ کی مختلف انجمنہائے ضلع ہوں۔ اور صوبہ کی انجمنیں یا جہاں صوبہ کی انجمنیں نہ ہوں۔ اضلاع کی انجمنیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماتحت ہوں۔ لیکن عملاً موجودہ حالات کے ماتحت اس کمیٹی کی رائے میں یہ نظام سارے اضلاع یا سارے صوبجات میں خوبی کے ساتھ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا فی الحال چند ایسے اضلاع اور ایسے صوبہ جات میں اس نظام کو جاری کر دیا جاوے۔ جہاں یہ مقامی حالات کے ماتحت خوبی کے ساتھ جاری کیا جا سکتا ہو۔ اور جہاں جہاں دیگر اضلاع و صوبہ جات میں یہ انتظام ترقی کرتا جائے۔ وہاں وہاں حسب ضرورت اس نظام کو جاری کیا جاوے۔ اور اس نظام کی تفصیلات مرکز سلسلہ میں مقامی انجمنہائے کے مشورہ سے طے کر لیا جاوے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تجویز کو منظور فرمایا۔

(ذوالفقار علی خاں ناظر اعلیٰ)

قابل فروخت موٹریں

قادیان میں ریل کے آنے سے پہلے احمدیوں نے چند فورڈ موٹریں خریدی تھیں۔ جو قادیان اور بٹالہ کے درمیان چلتی تھیں۔ ریل کے آنے سے اب ان کی ضرورت نہیں رہی بند کھڑی ہیں۔ اور ان کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک کار اور چار موٹر لاریاں قابل فروخت ہیں۔ جو نہایت ارزاں مل سکتی ہیں۔ اور سب چلنے کے قابل ہیں۔ جن کو ضرورت ہو وہ خود آکر دیکھ لیں۔ جملہ خط و کتابت پتہ ذیل سے کرنی چاہیئے

مینیجر فاروق قادیان۔ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمیندار والی چٹھی کا اس کے باپ کی طرف سے جواب

ننگ صحافت زمیندار مورخہ ۳۰ جولائی کے صفحہ اول پر ایک چٹھی مبارک احمد طالب علم کے نام سے "قادیانی اسرار و خفایا" کی سرخی کے ماتحت شائع ہوئی ہے۔ مبارک احمد عبدالعزیز خانصاحب احمدی ٹیچر ہائی سکول کا بیٹا ہے۔ جو مدرسہ احمدیہ کی چھٹی جماعت میں تعلیم پاتا تھا۔ خانصاحب نے اس کو پڑھنے لکھنے کے متعلق کچھ تنبیہ کی۔ لڑکا آوارہ منش تھا۔ باپ سے ناراض ہو کر قادیان سے بھاگ نکلا۔ راستہ میں اشرار المنافقین کے ہتے چڑھ گیا۔ جو اس کو دم دلاسا دے کر اپنے ساتھ دیگر سیدھے دشمن اسلام نقاش خفاش کے دفتر زمیندار میں پہنچے۔ اور گرما گرم حالت میں اس سے ایک مسودہ لکھوا رسوائے عالم اخبار زمیندار میں دھر گھسیٹا۔ تعجب ہے کہ باپ سے ناراض ہو کر بھاگنے والے فرزند کو بجائے باپ کا شاکی ہونے کے "قادیان کے اسرار و خفایا" کا محرم بنا دیا جانا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خلاف زور قلم صرف کر کے اس کے گلے میں لعنت کا طوق پہنا دیا جاتا ہے۔ جو بچہ ابھی رو کر روٹی مانگتا ہے۔ اس کو رازہائے درون پردہ کا واقفکار بنا کر زمیندار کا ناہنجار نمکخوار اس کو بھی اپنا آلۂ کار بنا لیتا ہے۔ نہ ادارہ زمیندار کو شرم دحیا ہے نہ خوف خدا۔ بھلا وہ بودم بے دال اور سگ بے نون نقاش خفاش جو گرگٹ کی طرح کبھی مولانا۔ اور کبھی حاجی اور کبھی آغا بنتا رہتا ہے۔ اور سہ

نماز تگر مفاد وطن جس کی ذات ہے
شیطان سے بھی بڑھ کے ہر اک جسکی بات ہے
ڈھونڈا کبھی نہ جس نے پیمبر کا آستان
جس کی شرارتوں کی ہر اک جا ہے داستان
غدار کا خطاب ہے جس کو ملا ہوا
بر لانے دوسرے کے ... جسکو لیا ہوا

اس عہد میں ہے سب سے بڑا دیں فروش جو
نقاش بد قماش سفیہہ اور یاوہ گو

وہ اور اسکے چھوٹی چک جنہوں نے اپنا دین و ایمان چند ٹھیکریوں کے بدلہ میں بیچ ڈالا ہو۔ وہ اپنی عاقبت برباد کرنے کے لئے اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کیطرف ہر وقت نہ لپکتے رہیں۔ تو ابلیس لعین کو کیا منہ دکھائیں۔ اور تنور شکم کیلئے کہاں سے ایندھن لائیں ان بدمعاشوں کی ناپاک زندگی کی علت غائی یہی ہے۔ کہ نیکوں اور پاکوں کو بدنام کریں۔ اور اس نجاست سے اپنا پیٹ بھریں۔ میں خدا کے فضل سے مبارک احمد کو ایسا سبق پڑھا سکتا ہوں۔ کہ جس سے اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔ اور اس کو انگیخت کرنیوالوں کے حواس درست ہو جائیں۔ لیکن اس وقت میں صرف اسکے باپ عبدالعزیز خانصاحب کی وہ چٹھی شائع کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ جس سے نابکار زمیندار کے اس نئے ہیرو کی حقیقت پبلک کو معلوم ہو جائے۔ چنانچہ خانصاحب موصوف نے مجھے مندرجہ ذیل چٹھی بھیجی ہے۔ جس کو میں شائع کرتا ہوں

مبارک احمد کے باپ کی چٹھی

ڈیکرمی میر صاحب۔ السلام علیکم۔ میں نے زمیندار اخبار میں مبارک کے نام سے جو چٹھی شائع ہوئی ہے پڑھی ہے میں جہاں تک اس کو جانتا ہوں۔ اس کی بنا پر پورے وثوق سے کہتا ہوں۔ کہ یہ چٹھی اس کی لکھی ہوئی نہیں۔ میں نے اس کو تعلیم کے متعلق کئی بار تنبیہ کی جو اس کو ناگوار گذری۔ اور وہ میری بغیر اجازت کے بھاگ گیا اور وہ ایسے لوگوں میں پہنچ گیا۔ جن کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ کہ ان کا کام سوائے سلسلہ کی مخالفت اور بدنام کرنے کے کچھ نہیں۔ انہی میں سے کسی شریر نے اپنی طرف سے یہ چٹھی لکھ کر اور اس کے دستخط کرا کر شائع کرادی ہے۔ کیونکہ وہ ایسا نادان بچہ ہے۔ کہ معمولی سے لالچ دینے پر جو لکھوا دو لکھ دینے پر تیار ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے نفع نقصان کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ بوجہ شفقت پدری میں نے اس کے استاد مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو اسکے واپس لانے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر وہ مخالفین کے پنجہ میں اس وقت پھنس گیا ہے۔ اس لئے اپنے انکار کر دیا۔ اور اپنی تعلیم کے زمانہ کو آوارگی میں ضائع کرنے کیواسطے خوش ہو رہا ہے۔ یہ اسکی نادانی اور طفلانہ عقل نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ وہ میری زندگی میں پڑھنے لکھنے سے جی چرا کر کھیل کود اور برباد کرنیوالی آزادی کو پسند کرتا ہے۔ جسکی آئندہ زندگی کو بہتر بنانے کی غرض سے میرے مکرم مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے بھی جن کے مکان پر وہ رہتا تھا۔ اس کو ناصحانہ خط لکھا۔ کہ اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ واپس آجاؤ تم کو بورڈنگ میں داخل کرا دیا جائیگا اپنی عمر برباد مت کرو۔ مگر اس نے اس نصیحت پر بھی اپنی بے سمجھی سے عمل نہ کیا۔ اسکی موجودہ عمر قریباً سولہ سال کی ہے۔ جس کو ابھی تک باہر کی کوئی ہوا نہیں لگی تھی۔ اور وہ مدرسہ احمدیہ کی چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا۔ یہ چٹھی جو زمیندار میں اسکے نام سے طبع ہوئی ہے۔ اس کی قابلیت سے بہت بالاتر ہے۔ وہ اتنا پختہ کار قادیان سے نکلتے ہی کیسے ہو گیا۔ جو ایسی چٹھی لکھنے لگا۔ جس کے اندر صداقت کا ایک ذرہ بھی نہیں۔ یہ سب دوسروں کی کارروائی ہے۔ مخالفان سلسلہ نے اس کو بہکایا ہے۔ کہ وہ اس طرح کی چٹھی زمیندار میں شائع کرادے۔ تو قادیان سے اس کو بڑی آفر آجائیگی۔ اور قادیان والے ڈر جائیں گے۔ اور اگر ہاتھ جوڑ کر واپس بلائینگے۔ اور جو کچھ وہ کہیگا سب مان لینگے۔ چنانچہ زمیندار کے مدیر بے پیر نے بھی اس کو محسوس کر لیا ہے۔ اور اس کے نیچے اسی مضمون کا ایک نوٹ بھی اپنی طرف سے دیدیا ہے۔ مگر اس نادان اور اسکے بہکانے والے شیطان کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی شان ارفع میں ایسی بیہودگیوں اور طفلانہ حرکتوں سے کوئی فرق نہیں آسکتا۔ نہ اس رعب میں کوئی آئیگا۔ کہ اس کو جا کر واپس لائے۔ سوائے میرے کسی دوسرے کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ محض سلسلہ احمدیہ کا ایک بچہ اور میرا بیٹا ہونیکی وجہ سے کسی احمدی کو اس سے ہمدردی ہو سکتی ہے۔ ورنہ انکی بلا سے وہ کہیں جائے اور جو چاہے بکواس کرے یا جس طرح چاہے اپنی عمر تباہ کرے۔ زمیندار کے نااہل ایڈیٹر کو اتنی بھی سمجھ نہ آئی۔ کہ وہ لڑکا جو اپنے باپ کی فہمائش در

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق بک ایجنسی کی کتابوں کی مختصر فہرست

محصولڈاک بذمہ خریدار

تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جس کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مجلس مشاورت ۱۹۲۴ء میں تمام بیرونی نمائندگان انجمن ہاء احمدیہ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک کلمات کا ایک ایک حرف اتنا قابل احترام ہے۔ کہ جس کی قدر کرنی چاہیئے۔ ایڈیٹر فاروق نے یہ بڑا کام کیا ہے۔ کہ حضورؑ کے تمام اشتہارات کو جو نایاب تھے کتابی صورت میں جمع کردیا ہے۔ اور اس کی جو قیمت مانگی جائے میں اس سے دُگنی دیکر لوں گا۔ الحمد للہ کہ ایڈیٹر صاحب فاروق نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے تمام اشتہارات کو مکمل کرکے دس جلدوں میں طبع کرادیا ہے اور یہ وہ نایاب خزانہ ہے۔ کہ جواہرات سے تولکر بھی لیا جائے تو ارزاں ہے۔ اس مجموعہ کی آٹھ جلدیں اس وقت موجود ہیں۔ وہ بھی صرف بیس بیس کاپیاں ہر ایک جلد کی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کارناموں کے قدردان احباب جلد منگالیں۔ ورنہ پھر ان کا ملنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہوگا۔ جلد اوّل عہ ر۔ دوم عہ ر۔ سوم عا۔ چہارم عہ۔ ہفتم ۱۲ ار۔ ہشتم عہ۔ نہم عہ ر۔ دہم عہ ر کل مجموعی قیمت نو روپیہ آٹھ آنہ۔ آٹھوں جلدیں یکمشت خریدار کو آٹھ روپیہ میں ملینگی۔

حقیقۃ الوحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاجواب اور پیغامیوں کے تنازعات کی فیصلہ کن کتاب۔ قیمت پانچ روپیہ۔

انجام آتھم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور کتاب۔ قیمت دو روپیہ۔

براہین احمدیہ چار جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی تصنیف انعامی دس ہزار۔ قیمت چار روپیہ۔

الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ تحریری مباحثہ جو حیات وفات مسیح پر مولوی بشیر بھوپالی سے بمقام دہلی ہوا تھا۔ قیمت ۶ ر۔

دُرِّ مکنون فارسی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ پُر معارف منظوم کلام جو حضورؑ نے دعویٰ سے پیشتر زیب رقم فرمایا۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

سیرۃ مسیح موعودؑ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی مرتبہ سوانحعمری حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ قیمت ۴ ر۔

ہستی باریتعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ہستی باریتعالیٰ پر وہ معرکۃ الآراء تقریر جو جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء پر بیان فرمائی۔ قیمت ایک روپیہ۔

حق الیقین لدہفوات المنافقین ایک غالی شیعہ کی کتاب ہفوات المسلمین کا ناقابل تردید جواب۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے رقم فرمایا۔ قیمت ۱۲ ر۔

تحفۃ الملوک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا وہ مکتوب جو نظام حیدر آباد دکن کو تبلیغ احمدیت کے متعلق تحریر فرمایا۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

دعوۃ الامیر حضرت خلیفہ ثانی کا وہ مکتوب گرامی جو دعوت احمدیت کے متعلق امان اللہ خاں کو اس وقت طبع کراکر بھیجا گیا تھا۔ جب کہ وہ شاہ کابل تھا۔ قیمت مجلد تین روپیہ۔

اسلامی اصول کی فلاسفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ پُر حقائق و معارف مضمون جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں تمام مذاہب والوں کے مضمونوں پر غالب آیا۔ قیمت ۵ ر۔

حیات نور الدین جو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے خود لکھوائی۔ اور آپ کی زندگی میں طبع ہوکر شائع ہوئی۔ اب دوبارہ خوبصورت تقطیع پر چھاپی گئی ہے۔ قیمت ۱۰ ر۔

الواح الہدیٰ اسلامی اخلاق۔ اسلامی تہذیب کا آئینہ۔ آیات قرآن و احادیث رسول کا مجموعہ۔ ہر مسلمان کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل۔ قیمت ۱۲ ر۔

خطبات نور حضرت نور الدین اعظم خلیفہ اوّلؓ کے پر معارف خطبوں کا مجموعہ دو جلدوں میں۔ قیمت ہر دو حصہ ایک روپیہ۔

ملفوظات نور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں چھپتے رہے۔ قیمت ۶ ر۔

قصائد احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی اشعار و قصائد کا مجموعہ۔ قیمت ۱۲ ر۔

قتل مرتد امان اللہ خاں مفرور والئے کابل نے جو دو احمدیوں کو احمدیت کی وجہ سے سنگسار کیا تھا۔ اور ان کی شہادت پر جہلائے ہند نے بڑے بڑے لمبے مضامین اخبارات میں لکھکر یہ کہا تھا۔ کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اور ان سب یاوہ گو مصنفوں اور ملانوں اور ایڈیٹروں کے جواب میں حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے نے بحکم حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ یہ کتاب لکھی۔ جس میں قرآن شریف احادیث رسول کریم۔ اور عمل خلفاء کرام وغیرہ سے ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا۔ کہ شریعت اسلام میں کسی مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔ آج تک اس تصنیف لطیف کا جواب ان سب جاہل ملانوں اور ان کے معاونوں سے نہ بن پڑا۔ جو پہلے بڑے جوش سے مرتد کی سزا قتل بتلاتے تھے۔ ہر ایک احمدی اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ اور اس کے دلائل سے بخوبی واقف ہوجائے۔ قیمت ایک روپیہ۔

لمسیح الموعود حضرت مسیح موعود کی صداقت کی نئی دلیلیں۔ نہایت زبردست۔ قیمت ۴ ر۔

ملنے کا پتہ

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان پنجاب

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل سے شائع کیا)